محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
فرضیت، اہمیت اور تقاضے
www.KitaboSunnat.com
تالیف: عبداللہ ناصر مدنی حفظہ اللہ
نظر ثانی: حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ
مسلم پبلیکیشنز
MUSLIM PUBLICATIONS
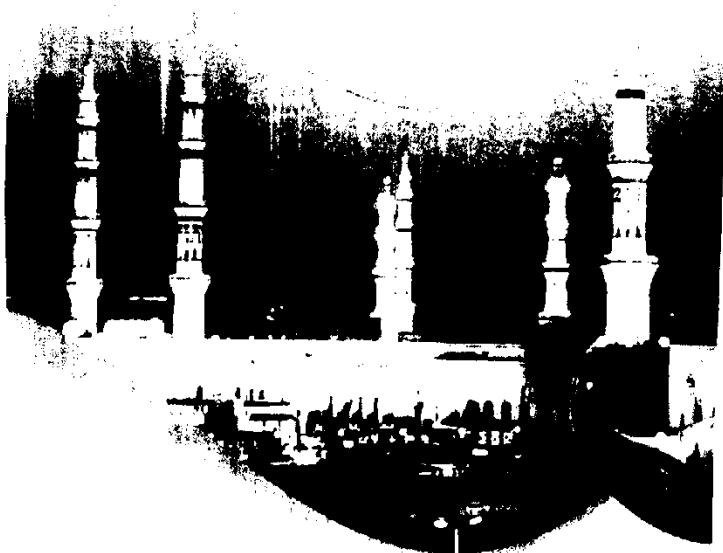
محبّت رسول ﷺ
فرضیت، اہمیت اور تقاضے

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

محبت رسول ﷺ
فرضیت، اہمیت اور تقاضے

مسلم پبلیکیشنز

MUSLIM PUBLICATIONS

کتاب	محبت رسول ﷺ
مؤلف	عبداللہ ناصر مدنی
تعداد	2200
اشاعت اول	مارچ 2008ء
ناشر	**مسلم پبلیکیشنز**

سوہدرہ (گوجرانوالہ)

0322-4044013 055-6408834

دارالسلام

36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 0092 42 فیکس: 7354072

Website www.darussalampk.com E mail info@darussalampk.com

فون: 7120054 فیکس: 7320703

فون: 7846714

(D.C.H.S) Z 110,111

فون: 4393936 0092 21 فیکس: 4393937

Email: darussalamkhi@darussalampk.com

F-8 051 2500237

فہرست

عرضِ ناشر

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ایمان کا جز ہے۔ اور یہ دونوں ایسی محبتیں ہیں جن کو ایک پکے اور سچے مومن کے ہاں اولین ترجیح حاصل ہے۔ وہ کبھی بھی کسی کی محبت پر ان محبتوں کو قربان نہیں کرتا۔ مگر محبت کے کچھ اصول اور تقاضے بھی ہوا کرتے ہیں۔ محبت تو عیسائیوں نے بھی عیسیٰ علیہ السلام سے بہت کی اور اتنی کی کہ انھیں اللہ کا جز اور بیٹا ہی بنا دیا۔ [نعوذ باللہ] اور یہ محبت ان کے لیے عذاب کا سبب بنی۔

لوگ تو ناجائز محبتوں کے لیے ہر تکلیف برداشت کرتے اور ہر درد سہتے ہیں، یہاں تک کہ بسا اوقات زندگی بھی گنوا بیٹھتے ہیں، محبت کی ان سب منزلوں کو محبت کے تقاضوں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جو محبت فقط جائز ہی نہیں بلکہ مطلوب ہے اس کے تقاضوں سے ہم یکسر تہی دامن ہیں۔ ہم اپنی کتاب زندگی کا ایک ایک ورق الٹتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے مقابلے میں کون سی محبت کو ترجیح اور کون سی محبت کو قربان کیا ہے؟ کتنی اذیتیں برداشت کی ہیں؟

زیر نظر کتابچہ ''محبت رسول ﷺ کی فرضیت، اہمیت اور تقاضے'' ایک سچے محبّ رسول ﷺ کی مختصر مگر جامع کاوش ہے۔ جس کا ہر لفظ خلوص و محبت اور وارفتگی کا منہ

بولتا ثبوت ہے۔ اور اس کاوش میں کوئی بھی ضعیف حدیث شامل نہیں ہے۔

یہ مضمون دراصل **مسلم پبلی کیشنز** کے تحت چلنے والے مجلّے ''ماہنامہ ضیائے حدیث'' میں شائع ہوا تھا لیکن اس کی اہمیت، افادیت اور رفقائے گرامی کے مشورے سے ایک کتابچے کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔ لیکن موجودہ صورت میں شائع کرنے کے لیے اس میں ترمیم اور اضافے بھی شامل ہیں۔ اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ دارالسلام کے شعبہ تحقیق و تصنیف کے مدیر حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ نے اس کے شروع میں تقریظ بھی تحریر فرمائی ہے اور کتابچے پر نظر ثانی بھی فرمائی ہے۔ زادہ اللّٰہ عزا و شرفا و علما۔ اور عام طور پر تو نظر ثانی کرنے والے کو کچھ دیا جاتا ہے مگر اس کی نظر ثانی کرتے ہوئے حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ نے مؤلف کو 500 روپے نقد انعام دے کر حوصلہ افزائی فرمائی۔

مسلم پبلی کیشنز نے اس کتابچے کو ہر گھر میں پہنچانے کے لیے ایک کتابچے پر صرف ایک روپیہ نفع رکھا ہے تاکہ دوسرے اخراجات بھی پورے ہوتے رہیں اور یہ سلسلہ بھی جاری رہے اور لوگ اسے **مسلم پبلی کیشنز** سے چھپوا کر زیادہ سے زیادہ تقسیم کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت نصیب فرمائے، اس میں اضافہ فرمائے اور آپ کی شفاعت کا حقدار بنائے۔ آمین!

محمد ادریس فاروقی

ڈائریکٹر **مسلم پبلی کیشنز**

مارچ 2008ء

تقریظ

''محبت رسول کی فرضیت، اہمیت اور تقاضے'' کے عنوان سے عزیزم حافظ عبداللہ ناصر مدنی سلمہ اللہ تعالیٰ وبارک فی عمرہ کا زیرِ نظر مقالہ جسے کتابچے کی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے، ان کی پہلی تحریری کاوش ہے اور ماشاءاللہ خوب اور ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کی آئینہ دار ہے۔ اللھم زد فزد۔

ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

عزیز سلمہ نے نہایت اختصار اور جامعیت سے موضوع کا حق ادا کیا ہے جس پر وہ بلاشبہ داد و تحسین اور قدر افزائی کے مستحق ہیں۔ موصوف دارالسلام لاہور کے شعبۂ تحقیق و تالیف کے رفیق (ریسرچ سکالر) ہیں۔ ادارہ بھی انھیں ان کی اس محبت بھری کاوش پر مبارکباد پیش کرتا ہے اور مستقبل میں ان سے اچھی توقعات اور امیدیں وابستہ رکھتا ہے۔

امید ہے کہ وہ اپنی ان صلاحیتوں کو مزید نکھارنے اور اجالنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے ان کے لیے اور ان کے

والدین اور اہل خانہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ یقیناً یہ مقالہ بدعات کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ایک مشعلِ ہدایت اور ضیائے ربانی ہے جو اس مشعل اور ضیاء سے اکتسابِ فیض کرے گا، دین و دنیا کی سعادتیں اس کے ہم رکاب ہوں گی۔

کاش! ہم بدعتوں سے اپنا دامن بچا کر اسوۂ رسول اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے منہج و مسلک کو اپنا سکیں کہ نجات صرف اور صرف طریق نبوی اور منہاج صحابہ ہی کے اختیار کرنے میں ہے۔

ع اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

(حافظ) صلاح الدین یوسف
مدیر شعبۂ تحقیق و تالیف و ترجمہ
دارالسلام، لاہور
ربیع الاول 1429ھ
مارچ 2008ء

بسم اللہ والحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، لا حول
ولا قوۃ إلا باللہ وبعد:

محبت کیا ہے؟

دل کے پسندیدہ اور مرغوب چیزوں کی طرف مائل ہونے کا نام محبت ہے۔ محبت ایک طبعی اور فطری چیز ہے۔ انسان کے دل میں مختلف چیزوں کی محبت ہوتی ہے۔ کچھ محبتیں فطری اور طبعی ہوتی ہیں، جیسے والدین، اولاد، بیوی، مال اور خواہشات کی محبت۔ اور کچھ محبتیں وہ ہیں جو شریعت میں مطلوب ہیں، جیسے اللہ سے محبت، نبی کریم ﷺ سے محبت اور اہل ایمان سے محبت۔ ایمان واسلام کا یہ تقاضا ہے کہ ہر انسان کے دل میں سب سے پہلے ہر چیز سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت ہونی چاہیے کیونکہ یہ ہر محبت کی اساس اور بنیاد ہے، تمام محبتیں اسی کی تابع ہیں۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ﴾

''اور جو لوگ ایمان لائے، وہ اللہ سے محبت کرنے میں زیادہ سخت ہیں۔''[1]

محبتِ الٰہی کے بعد سب سے زیادہ محبت نبی کریم ﷺ سے ہونی چاہیے۔ یہ محبتِ الٰہی کا جزوِ لاینفک ہے۔ جو نبی کریم ﷺ سے محبت نہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ سے بھی محبت نہیں کرتا۔

محمد (ﷺ) کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

نبی ﷺ سے محبت کی فرضیت واہمیت

نبی کریم ﷺ سے محبت کرنا فرض، واجب اور لازم ہے، یہ ایمان کا لازمی حصہ ہے، اس کے بغیر انسان مومن ہی نہیں ہوتا جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں یہ باب قائم کیا ہے: بَابُ حُبِّ الرَّسُولِ ﷺ مِنَ الْإِيمَانِ ''رسول اللہ ﷺ کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔'' پھر اس کے تحت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

[وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ]

[1] البقرة 2:165

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد اور اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''[1]

ایک حدیث میں یہ بھی ہے:

[والنّاس أجمعين]

''اور تمام لوگوں سے بھی (زیادہ محبت ہو)۔''[2]

یہ محبت انسان کو اپنے نفس سے بھی بڑھ کر ہونی چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾

''نبی (ﷺ) مومنوں پر ان کے نفسوں سے بھی زیادہ حقدار ہیں۔''[3]

سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ نے عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام رکھا تھا، عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی:

[يا رسول الله! لأنت أحب إلي من كل شيء إلا من نفسي]

''یقیناً آپ مجھے میری جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔''

آپ نے فرمایا:

[لا والذي نفسي بيده! حتى أكون أحب إليك من نفسك]

---

[1] صحيح البخاري: 14. [2] صحيح البخاري: 15.

[3] الأحزاب 33:6.

"نہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (تیرا ایمان کامل نہ ہوگا) یہاں تک کہ میں تجھے تیری جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔"

اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

[فَإِنَّهُ الآنَ وَاللهِ! لَأَنتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِن نَفسِي]

"اللہ کی قسم! بلاشبہ اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔"

آپ نے فرمایا:

[الآنَ يَا عُمَرُ!]

"اے عمر! اب (بات بنی ہے)۔"[1]

مذکورہ آیت و احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واجب و فرض اور محبت الٰہی کے سوا ہر چیز کی محبت پر مقدم ہے۔ اگر دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے زیادہ کسی اور چیز کی محبت ہو تو انسان غضب الٰہی کا مستحق بنتا اور عذابِ الٰہی کی لپیٹ میں آتا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿قُل إِن كَانَ آبَاؤُكُم وَأَبنَاؤُكُم وَإِخوَانُكُم وَأَزوَاجُكُم وَعَشِيرَتُكُم وَأَموَالٌ اقتَرَفتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخشَونَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرضَونَهَا أَحَبَّ إِلَيكُم مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي

---

[1] صحیح البخاري: 6632

سَبِيْلِهِ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾

''(اے نبی!) کہہ دیجیے: اگر تمھارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور تمھارا کنبہ قبیلہ اور جو مال تم نے کمائے اور وہ تجارت جس کے مندا پڑنے کا تمھیں ڈر ہے اور مکانات جنھیں تم پسند کرتے ہو (یہ سب) تمھیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) بھیج دے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''[1]

امام زمخشری فرماتے ہیں:

[وَهٰذِهٖ آيَةٌ شَدِيْدَةٌ لَا تَرٰى أَشَدَّ مِنْهَا]

''یہ انتہائی سخت آیت ہے، تو اس سے زیادہ سخت آیت اور کوئی نہ دیکھے گا۔''[2]

محبت رسول کے فوائد وثمرات

نبی اکرم ﷺ سے محبت، اللہ تعالیٰ سے محبت کی دلیل ہے، نیز یہ سچے ایمان اور محکم یقین کی علامت ہے۔ نبی کریم ﷺ ہماری محبت کے ہرگز محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ نے انھیں اس بات سے یکسر بے نیاز کر دیا ہے۔ ہمارے محبت کرنے یا نہ کرنے سے آپ کی عزت و شان اور عظمت و رفعت میں نہ کچھ اضافہ ہوگا اور نہ کمی

---

(1) التوبة 9:24. (2) الكشاف: 257/2.

ہی ہو گی۔ آپ تو خالق کائنات اور تمام جہانوں کے پروردگار کے محبوب ہیں۔ آپ سے محبت کا فائدہ محبت کرنے والے ہی کو ہوتا ہے۔ آپ سے محبت کرنے والا دنیا و آخرت میں سرفرازی و سربلندی اور کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوتا ہے اور عظیم ثمرات و برکات سے فیض یاب ہوتا ہے۔ وہ اس محبت کے فوائد و ثمرات کو اپنے دل اور روح میں محسوس کرتا ہے اور اس محبت کی بدولت اسے ایمان کی لذت اور مٹھاس نصیب ہوتی ہے اور اس کے ایمان میں روز افزوں ترقی ہوتی رہتی ہے۔ وہ عبادات و طاعات میں سکون و اطمینان اور لذت و سرور محسوس کرتا ہے، دین کی خاطر مصائب و آلام برداشت کرتا ہے اور دنیا کے عیش و آرام اور مال و متاع پر اخروی زندگی کو ترجیح دیتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[ثَلَاثٌ مَّنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ : أَنْ يَّكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَأَنْ يَّكْرَهَ أَنْ يَّعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ]

”تین خصلتیں ایسی ہیں جس میں وہ ہوں گی، وہ ایمان کی مٹھاس پا لے گا:

① یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اسے ان کے ماسوا ہر چیز (پوری کائنات) سے زیادہ محبوب ہو ② اور یہ کہ وہ کسی آدمی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے

③ اور یہ کہ وہ دوبارہ کفر میں لوٹنے کو اسی طرح ناپسند کرے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو وہ ناپسند کرتا ہے۔''[1]

نبیِ کریم ﷺ کی محبت قلبِ انسانی کو آلائشوں سے پاک کرتی ہے اور روح کو مادی بیماریوں سے شفا بخشتی ہے۔ آپ سے محبت کرنے والے کو آخرت میں آپ کی رفاقت وصحبت نصیب ہوگی۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت تو کرتا ہے لیکن وہ ان تک نہیں پہنچ سکا (ان جیسے عمل نہیں کیے)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ]

''آدمی اسی کے ساتھ ہے جس سے اس نے محبت کی۔''[2]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے قیامت کے متعلق پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا:

[وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟]

''تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟''

اس نے کہا: کچھ بھی نہیں مگر یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري:16. [2] صحيح البخاري:6169.

[أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ]

”تو اسی کے ساتھ ہو گا جس سے تجھے محبت ہے۔“

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں کسی چیز سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ہوئی، میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں ان سے محبت کرنے کی وجہ سے ان کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میں نے ان جیسے عمل نہ بھی کیے ہوں۔[1]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اللہ کے رسول! آدمی کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن ان جیسے عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا:

[أَنْتَ يَا أَبَا ذَرٍّ! مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ]

”ابوذر! تو اسی کے ساتھ ہو گا جس سے تجھے محبت ہے۔“

انھوں نے کہا: بلاشبہ میں تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا:

[فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ]

”بلاشبہ تو اسی کے ساتھ ہو گا جس سے تجھے محبت ہے۔“

ابوذر رضی اللہ عنہ نے یہ بات پھر دہرائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی جواب مرحمت فرمایا۔[2]

---

① صحيح البخاري: 3688 وصحيح مسلم: 2639.

② سنن أبي داود: 5126.

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو تھی جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[لَمْ یَکُنْ شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَیْهِمْ مِّنْ رَّسُولِ اللّٰہِ ﷺ]

''صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔''[1]

عروہ بن مسعود جب صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے دربار نبوت کی شان وشوکت کا نظارہ کیا تو واپس جا کر قریش سے کہنے لگا:

[وَاللّٰہِ! لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَی الْمُلُوكِ وَوَفَدْتُ عَلٰی قَیْصَرَ وَکِسْرٰی وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللّٰہِ! إِنْ رَّأَیْتُ مَلِکًا قَطُّ یُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا یُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا ﷺ، وَاللّٰہِ! إِنْ یَّتَنَخَّمُ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي کَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ کَادُوا یَقْتَتِلُونَ عَلٰی وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَکَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا یُحِدُّونَ النَّظَرَ إِلَیْهِ تَعْظِیمًا لَهُ]

''اللہ کی قسم! میں بادشاہوں کے پاس گیا ہوں اور میں قیصر وکسریٰ اور نجاشی

[1] جامع الترمذی: 2754.

کے پاس بھی جا چکا ہوں، اللہ کی قسم! میں نے کبھی کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں، اللہ کی قسم! وہ کھنکار بھی تھوکتے تو وہ ان میں سے کسی کے ہاتھ پر پڑتا اور وہ اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا، اور جب وہ انھیں کوئی حکم دیتے تو سب اس کی بجا آوری کے لیے دوڑ پڑتے، اور جب وہ وضو کرتے تو قریب ہوتا کہ وہ ان کے وضو کے پانی کے لیے لڑ پڑیں گے، اور جب وہ گفتگو شروع کرتے تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے، اور وہ فرط تعظیم کے سبب بھرپور نظر سے انھیں دیکھتے بھی نہیں ہیں۔''[1]

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربانی اور جاں نثاری کے بے مثال نمونے چھوڑے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو تو خطرے میں ڈال لیتے اور موت تک برداشت کر لیتے لیکن آپ کو تکلیف پہنچنا گوارا نہ کرتے۔ مشرکینِ مکہ جب سیدنا زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے لگے تو ابوسفیان ان سے کہنے لگا: اے زید! میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیری جگہ ہمارے پاس ہوتے اور ہم ان کی گردن مار دیتے اور تو اپنے گھر والوں میں بیٹھا ہوتا۔ زید رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

[وَاللّٰهِ! مَا أُحِبُّ أَنَّ مُحَمَّدًا الْآنَ فِي مَكَانِهِ الَّذِي هُوَ فِيهِ

---

[1] صحيح البخاري: 2731، 2732

تُصيبُهُ شَوكَةٌ تُؤْذِيهِ وأَنا جالِسٌ فِي أَهْلِي]

''اللہ کی قسم! میں تو یہ بھی نہیں پسند کرتا کہ آپ ابھی جہاں موجود ہیں وہاں آپ کو کوئی کانٹا چبھے جس سے آپ کو تکلیف ہو اور میں اپنے گھر والوں میں بیٹھا رہوں۔''

ابوسفیان یہ جواب سن کر بے ساختہ بول اٹھا:

[ما رَأَيتُ فِي النَّاسِ أَحَدًا يُحِبُّ أَحَدًا كَحُبِّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا]

''میں نے لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی کسی دوسرے سے ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا جیسی محبت محمد (ﷺ) کے ساتھی ان سے کرتے ہیں۔''[1]

[1] تاریخ الطبری: 2/216۔

محبتِ رسول کے تقاضے

نبیٔ کریم ﷺ کی محبت ہر مسلمان سے کچھ تقاضے کرتی ہے جنھیں پورا کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے، جب تک ان تقاضوں کو پورا نہیں کیا جائے گا، اس وقت تک محبتِ رسول کا دعویٰ فضول و بیکار اور بے فائدہ ہوگا۔ یہ تقاضے درج ذیل ہیں:

① اطاعت واتباع

یہ فطری بات ہے کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے، اس کے طور طریقوں کو اپناتا اور اس کی مکمل پیروی کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس کی تمام تر توجہ اپنے محبوب کی طرف ہوتی ہے اور وہ دوسروں سے بے پروا ہوتا ہے کیونکہ محبت چیز ہی ایسی ہے کہ انسان کو اپنے محبوب کے سوا ہر چیز سے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے جیسا کہ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ]

''کسی چیز سے محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔''[1]

---

[1] شعب الإيمان للبيهقي: 368/1 والموسوعة الحديثية "مسند أحمد" 25،24/36

نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے پر لازم اور واجب ہے کہ وہ آپ کی مکمل اتباع اور پیروی کرے۔ جو کام آپ نے کیا، کرنے کا حکم دیا یا اپنے سامنے ہوتا دیکھ کر خاموشی اختیار کی اور اس کی اجازت دی، وہ کرے اور جس کام کو آپ نے نہیں کیا اور نہ کرنے ہی کا حکم دیا، اسے نہ کرے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وما آتاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وما نهاكُم عَنهُ فَانْتَهُوا﴾

''اور رسول تمہیں جو کچھ دیں تو وہ لے لو اور جس سے تمہیں روک دیں تو رک جاؤ۔''[1]

نبی کریم ﷺ کے ہر فرمان کے سامنے فوراً اپنا سر تسلیم خم کر دے ۔

ادھر فرمان نبوی ہو ادھر گردن جھکائی ہو

کسی امام، محدث، فقیہ، مجتہد، مفتی اور عالم کے قول و عمل کو، یا خاندان و برادری اور معاشرے کے رسم و رواج کو بہانہ بنا کر حدیث نبوی کو ترک نہ کرے ۔

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول و کردار

نبی کریم ﷺ کی اطاعت و اتباع ہی دراصل آپ سے حقیقی محبت کا بنیادی تقاضا ہے، جیسے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! بلاشبہ آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ پیارے

---

(1) الحشر 59:7.

ہیں، بلاشبہ آپ مجھے میرے گھر والوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں اور مجھے میری اولاد سے بھی زیادہ پیارے ہیں اور بے شک میں گھر میں ہوتا ہوں اور آپ کو یاد کرتا ہوں تو مجھ سے صبر نہیں ہوتا یہاں تک کہ میں آپ کے پاس آ کر آپ کو دیکھ نہ لوں۔ جب میں اپنی اور آپ کی موت کو یاد کرتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ جب آپ جنت میں داخل ہوں گے تو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بلند مقام پر فائز کر دیے جائیں گے اور اگر میں جنت میں داخل ہو گیا تو مجھے ڈر ہے کہ میں آپ کا دیدار نہ کر سکوں گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

﴿وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ﴾

"اور جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا (یعنی) انبیاء، صدیقین، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ۔"[1]

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تا قیامت آنے والے انسانوں کے لیے بہترین نمونہ بنایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

---

[1] النساء: 69، المعجم الأوسط للطبراني 1/148، 149، حدیث 477

''یقیناً تمھارے لیے اللہ کے رسول (کی ذات) میں بہترین نمونہ ہے۔''[1]

نیز آپ کی اطاعت و اتباع کا بار بار حکم دیا ہے اور اسے اپنی اطاعت قرار دیا ہے:

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾

''جس نے رسول کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''[2]

نبی کریم ﷺ نے بھی فرمایا:

[مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ]

''جس نے میری اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔''[3]

اتباعِ رسول کے فوائد

نبی کریم ﷺ کی غیر مشروط اتباع اور پیروی کرنے والا جہاں محبتِ رسول کے اس تقاضے کو پورا کرتا ہے، وہاں اسے درج ذیل فوائد و ثمرات بھی حاصل ہوتے ہیں:

- اسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور مغفرت حاصل ہو جاتی ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

---

[1] الأحزاب 33:21. [2] النسآء 4:80.

[3] صحيح البخاري: 7137.

ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

''(اے پیغمبر ﷺ!) آپ کہہ دیجیے: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔''[1]

❁ وہ رحمتِ الٰہی کا مستحق بن جاتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

''اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''[2]

❁ وہ ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل ہو جاتا ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾

''اور اگر تم اس (رسول) کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔''[3]

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾

''اور تم اس (رسول) کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔''[4]

❁ وہ سب سے بڑی کامیابی سے ہمکنار ہو جاتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے تو یقیناً اس نے بہت بڑی

---

(1) آل عمران 31:3. (2) النور 56:24.

(3) النور 54:24. (4) الأعراف 158:7.

کامیابی حاصل کرلی۔''[1]

✿ وہ جنت کا حقدار بن جاتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

[كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى]

''میری پوری امت جنت میں داخل ہوگی، سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔''

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اللہ کے رسول! کون انکار کرے گا؟ آپ نے فرمایا:

[مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى]

''جس نے میری اطاعت کی، وہ جنت میں داخل ہوگیا اور جس نے میری نافرمانی کی تو تحقیق اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کیا۔''[2]

کتاب و سنت پہ چلا چل اے سالک بے دھڑک
کہ جنت الفردوس کو جاتی ہے سیدھی یہ سڑک

✿ وہ صراط مستقیم (سیدھے راستے) پر گامزن ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾

''پس آپ اس چیز کو مضبوطی سے تھام لیں جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے، یقیناً آپ سیدھے راستے پر ہیں۔''[3]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے

---

[1] الأحزاب 33:71۔ [2] صحیح البخاري: 7280۔

[3] الزخرف 43:43۔

ایک سیدھی لکیر کھینچی، پھر فرمایا:

[هٰذَا سَبِيلُ اللهِ]

''یہ اللہ کا راستہ ہے۔''

پھر آپ نے اس کے دائیں اور بائیں چند لکیریں کھینچیں اور فرمایا:

[هٰذِهِ سُبُلٌ مُتَفَرِّقَةٌ، عَلٰى كُلِّ سَبِيلٍ مِّنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ]

''یہ مختلف راستے ہیں، ان میں سے ہر ایک راستے پر ایک شیطان ہے جو اس راستے کی طرف بلاتا ہے۔''

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ﴾

''اور یقیناً یہ میرا سیدھا راستہ ہے، لہٰذا تم اسی کی پیروی کرو اور تم دوسرے راستوں کی پیروی مت کرو، وہ تمھیں اس (اللہ) کے راستے سے الگ کر دیں گے۔''[1]

❁ وہ حق کو اختیار کر لیتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ

[1] الأنعام 6:153، مسند أحمد: 1/435.

بَالَهُمْ﴾

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے اور وہ اس پر بھی ایمان لائے جو محمد (ﷺ) پر نازل کیا گیا، اور وہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے، اس (اللہ) نے ان سے ان کی برائیاں دور کر دیں اور ان کے حال کی اصلاح کر دی۔''[1]

- وہ فرقۂ ناجیہ (نجات پانے والے گروہ) میں شامل ہو جاتا ہے، نبیِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

[وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَّ تَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً]

''بلاشبہ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، سب کے سب جہنم میں ہوں گے سوائے ایک گروہ کے۔''

صحابی نے پوچھا: اللہ کے رسول! وہ کون سا گروہ ہے؟ آپ نے فرمایا:

[مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي]

''جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔''[2]

- وہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب سے نجات پا جاتا ہے، نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] محمد 2:47. [2] جامع الترمذي:2641.

[إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ: يَا قَوْمِ! إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ، فَالنَّجَاءَ، فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهِ فَأَدْلَجُوا فَانْطَلَقُوا عَلَى مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا، وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ، فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ، فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ]

''بلاشبہ میری مثال اور جو دے کر اللہ نے مجھے بھیجا ہے، اس کی مثال ایک شخص کی طرح ہے جو کسی قوم کے پاس آئے اور کہے: اے میری قوم! بلاشبہ میں نے اپنی آنکھوں سے لشکر دیکھا ہے اور میں تمھیں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں، چنانچہ بچاؤ کی فکر کرو تو اس قوم کے ایک گروہ نے اس کی بات مان لی اور رات کے آغاز ہی میں نکل بھاگے اور اپنی حفاظت کی جگہ چلے گئے، لہٰذا نجات پا گئے۔ اور ان میں سے ایک گروہ نے جھٹلایا اور اپنی جگہ ہی پر رہے، چنانچہ صبح سویرے ہی لشکر نے انھیں آ لیا اور ان کو ہلاک اور تباہ و برباد کر دیا۔ پس یہ مثال ہے اس کی جس نے میری اطاعت کی اور جو چیز (قرآن و حدیث) میں لے کر آیا ہوں، اس کی پیروی کی اور اس کی مثال ہے جس نے میری نافرمانی کی اور جو حق میں لے کر آیا ہوں، اسے جھٹلایا۔''[1]

[1] صحيح البخاري: 7283

اگر کوئی محبت رسول کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن اس کا دامن اتباع رسول سے خالی ہے، وہ سنت کی مخالفت کرتا ہے اور بدعات (نئی ایجاد کردہ چیزوں) پر عمل پیرا ہے تو اس کا یہ دعوائے محبت اسے کچھ بھی فائدہ نہ دے گا۔ نبی کریم ﷺ سے سب سے زیادہ محبت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو تھی لیکن ان کی محبت کا معیار سنتوں کی مخالفت کرنا اور بدعات پر عمل پیرا ہونا نہ تھا بلکہ وہ نبی کریم ﷺ کی مکمل اور غیر مشروط اتباع و پیروی کیا کرتے تھے اور اس معاملے میں کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ انھوں نے اطاعت و اتباع کے ایسے نمونے چھوڑے ہیں جن کی مثال پیش کرنے سے دنیا قاصر و عاجز ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان اور اطاعت و اتباع کو لوگوں کے لیے نمونہ بنایا ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾

"اگر وہ ایسا ایمان لائیں جیسا ایمان تم لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت پا گئے۔"[1]

مخالفت رسول کا انجام

- نبی اکرم ﷺ کی مخالفت و نافرمانی کرنا اور بدعات پر عمل پیرا ہونا گمراہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَّكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ

[1] البقرة 2:137.

ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾

اور کبھی بھی نہ کسی مومن مرد اور نہ کسی مومن عورت کو یہ حق ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو ان کے لیے اپنے معاملے میں ان کا کوئی اختیار (باقی) رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ یقیناً کھلی گمراہی میں جا پڑا۔“[1]

❁ نبیٔ اکرم ﷺ کی مخالفت ایمان کے منافی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

”پس (اے نبی!) آپ کے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر آپ کے کیے ہوئے فیصلے پر ان کے دلوں میں کوئی تنگی نہ آنے پائے اور وہ اسے دل و جان سے مان لیں۔“[2]

❁ نبیٔ کریم ﷺ کی مخالفت کرنے والا دنیا و آخرت میں غضبِ الٰہی کا نشانہ بنتا اور رحمتِ الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے، نیز دنیا میں طرح طرح کی مصیبتوں اور فتنوں میں مبتلا ہوتا ہے اور آخرت میں بھی دردناک عذاب کا شکار ہوگا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[1] الأحزاب 36:33 [2] النساء 65:4

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

''پس چاہیے کہ جو لوگ اس (رسول) کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اس (بات) سے ڈریں کہ انھیں کوئی آزمائش آپڑے یا انھیں دردناک عذاب آلے۔''[1]

- وہ روزِ قیامت حسرت و افسوس اور ندامت و شرمندگی کا اظہار کرے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا﴾

''جس دن ان کے چہرے آگ میں اُلٹ پلٹ کیے جائیں گے تو وہ کہیں گے: اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔''[2]

- وہ روز قیامت اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے نوچ نوچ کر کھائے گا اور اپنے آپ کو ملامت اور سرزنش کرے گا اس کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح کھینچا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ

---

[1] النور 24:63. [2] الأحزاب 33:66.

الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا. يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا. لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا﴾

''اور جس دن ظالم اپنے دونوں ہاتھ دانتوں سے کاٹ کھائے گا (اور) کہے گا: اے کاش! میں رسول کے ساتھ راستہ اختیار کرتا۔ ہائے میری کم بختی! کاش! میں فلاں (شخص) کو دوست نہ بناتا۔ بلاشبہ اس نے میرے پاس ذکر (قرآن) آ جانے کے بعد مجھے (اس سے) بہکا دیا، اور شیطان انسان کو (مصیبت میں) بے یار و مددگار چھوڑ دینے والا ہے۔''[1]

- وہ روزِ قیامت یہ آرزو کرے گا کہ کاش! اسے زمین کے ساتھ برابر کر دیا جاتا، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ﴾

''اس دن وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی، خواہش کریں گے کہ کاش! انھیں زمین کے ساتھ برابر کر دیا جاتا۔''[2]

- مخالفت رسول کی وجہ سے انسان کے سارے عمل برباد ہو جاتے ہیں، خواہ اس نے ان میں کتنی ہی محنت کی ہو، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا

[1] الفرقان 25:27-29. [2] النسآء 4:42.

اعمالکم ﴾

''اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے عملوں کو باطل نہ کرو۔''[1]

✿ جو عمل خلاف سنت ہو، وہ بارگاہِ الٰہی میں مقبول نہیں ہوتا، نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

[مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَّيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ]

''جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے متعلق ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔''[2]

✿ سنت کی مخالفت کرنے والا دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہوتا ہے، نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

[وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي]

''ذلت و رسوائی اس انسان کے مقدر کر دی گئی ہے جس نے میرے حکم کی مخالفت کی۔''[3]

✿ سنت سے اعراض اور بے رغبتی کرنے والے سے نبیٔ اکرم ﷺ نے لاتعلقی و بیزاری کا اعلان کیا ہے، نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

[فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي]

---

(1) محمد 33:47. (2) صحیح مسلم: 1718.

(3) مسند أحمد: 50/2.

”جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی، وہ مجھ سے نہیں ہے۔“[1]

مذکورہ آیات واحادیث سے معلوم ہوا کہ زندگی کے کسی بھی موڑ پر نبی اکرم ﷺ کی مخالفت اور نافرمانی نہیں کرنی چاہیے اور سنتوں کا پابند رہ کر زندگی بسر کرنی چاہیے۔ کوئی کام، خواہ کتنا ہی اچھا لگے، اگر سنت کے خلاف ہو تو اسے ترک کر دینا چاہیے کیونکہ بدعت اسی کو کہتے ہیں کہ انسان کسی کام کو اچھا اور نیک سمجھ کر کرے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے وہ کام نہ کیا، نہ کرنے کا حکم دیا اور نہ اس کی اجازت دی۔ دینِ اسلام میں بدعت کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ ہر اہم موقع پر جو خطبہ دیا کرتے تھے، اس میں آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

[وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ]

”بدترین کام (دین میں) نئے پیدا کردہ کام ہیں اور ہر نیا کام گمراہی ہے۔“[2]

بدعات پر عمل پیرا ہونے والے انسان کی توبہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک وہ بدعات کو چھوڑ نہیں دیتا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

[إِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ صَاحِبِ كُلِّ بِدْعَةٍ]

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی سے توبہ کو روک دیا ہے۔“[3]

---

① صحيح البخاري: 5063. ② صحيح مسلم: 867.

③ المعجم الأوسط 185/5، حديث 4202

② رفاقت وصحبت کی تمنا وآرزو

نبی ٔ کریم ﷺ سے محبت کرنے والے کے دل میں آخرت میں آپ سے ملاقات اور زیارت کا شوق بھی ہونا چاہیے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[مِنْ أَشَدِّ أُمَّتِي إِلَيَّ حُبًّا، نَاسٌ يَكُونُونَ بَعْدِي، يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ رَآنِي بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ]

''میری امت میں سے مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ خواہش رکھے گا کہ کاش! وہ اپنے گھر والوں اور مال کے بدلے مجھے دیکھ لے۔''[1]

اس خواہش اور آرزو وتمنا کے ساتھ وہ ایسے عمل بھی کرے جن کے ذریعے سے روزِ قیامت آپ کا قرب اور سفارش حاصل ہوگی اور ایسے کاموں سے بچے جو آپ سے دوری کا سبب بنیں گے، جیسے نبی ٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

[إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ مِنْ أَبْغَضِكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ وَالْمُتَفَيْهِقُونَ]

''بلاشبہ مجھے تم میں سب سے زیادہ محبوب اور روزِ قیامت ہم نشینی کے اعتبار

---

① صحیح مسلم: 2832.

سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوں گے جو تم میں اخلاق میں سب سے زیادہ اچھے ہوں گے۔ اور بلاشبہ مجھے تم میں سے سب سے زیادہ ناپسند اور روزِ قیامت ہم نشینی کے اعتبار سے مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ ہوں گے جو بہت باتونی، تصنع سے باتیں کرنے والے اور تکبر سے باچھیں کھول کھول کر گفتگو کرنے والے ہوں گے۔"

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! باتونی اور تصنع سے باتیں کرنے والوں کو تو ہم نے جان لیا لیکن مُتَفَیهِقُون کون ہیں؟ آپ نے فرمایا:

[اَلْمُتَكَبِّرُوْنَ]

"تکبر کرنے والے۔"[1]

اسی طرح نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ]

"میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ایسے ہوں گے۔"[2]

اور آپ نے اپنی درمیان والی اور شہادت والی انگلی کو ملا کر اشارہ فرمایا۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

[مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ]

"جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش (اچھی تربیت) کرے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو

---

① جامع الترمذي: 2018.

② صحيح البخاري: 6005، و صحيح مسلم: 2983.

جائیں تو قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح آئیں گے۔‘‘

اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔[1] اسی طرح فرمایا:

[أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ]

’’روز قیامت میری شفاعت سے سب سے زیادہ بہرہ ور وہ ہوگا جس نے اپنے دل یا جان سے ’’لا إله إلا الله‘‘ کہا۔‘‘[2]

اور فرمایا:

[إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ مَّرَّ عَلَيَّ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا، لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ، فَأَقُولُ: إِنَّهُمْ مِنِّي، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ: سُحْقًا سُحْقًا لِّمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي]

’’میں حوض کوثر پر تمھارا پیش رو ہوں گا، جو بھی میری طرف سے گزرے گا، وہ اس کا پانی پیے گا اور جس نے اس کا پانی پی لیا، وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ وہاں کچھ لوگ ایسے بھی آئیں گے جنھیں میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے لیکن پھر انھیں میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا، میں کہوں گا: یہ تو مجھ میں سے ہیں۔ کہا جائے گا: بے شک آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انھوں

---

1. صحيح مسلم: 2631. 2. صحيح البخاري: 99.

نے (دین میں) کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔ اس پر میں کہوں گا: دوری ہو، دوری ہو اس کے لیے جس نے میرے بعد (دین کو) بدل ڈالا۔''[1]

③ ناموسِ رسالت کی حفاظت

نبیٔ اکرم ﷺ سے محبت کا یہ تقاضا بھی ہے کہ آپ سے محبت کرنے والا آپ کی عزت و عظمت اور شان و مقام کا مکمل دفاع کرے، آپ کی گستاخی اور توہین کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچائے اور اس کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرے۔ جو شخص بھی نبیٔ رحمت ﷺ کی گستاخی یا توہین و تضحیک کرتا ہے، اسے زمین پر زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی ناموس کی حفاظت کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا کرتے تھے، ان کے لیے یہ چیز ناقابلِ برداشت ہوتی تھی کہ کوئی نبیٔ اکرم ﷺ کے بارے میں بدزبانی کرے یا آپ کی گستاخی کرے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنی جان کی پروا کیے بغیر گستاخانِ رسول کو کیفر کردار تک پہنچایا۔

یہ مسلمانوں کے عقائد و اعمال کے بگاڑ اور ان کی غفلت، سستی، کوتاہی، لاپروائی اور دین سے دوری ہی کا نتیجہ ہے کہ آج پھر کافر آزادیٔ رائے کے نام پر نبیٔ کریم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کر رہے ہیں، آپ کے خاکے بنا رہے ہیں اور آپ کے خلاف بدزبانی کر رہے ہیں۔ ان کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں سے

---

[1] صحيح البخاري 6584,6583.

نفرت، حسد اور بغض وعناد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے جس کی وجہ سے وہ یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ انھیں ایسا کرنے کی جرأت اس لیے ہو رہی ہے کہ آج انھیں مسلمانوں میں کثرت تعداد کے باوجود کوئی معاذ بن عفراء، معاذ بن عمرو، محمد بن مسلمہ، عبداللہ بن عتیک، عبداللہ بن انیس، خالد بن ولید، علی مرتضی، عمیر بن عدی، سالم بن عمیر، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم جیسا نظر نہیں آ رہا جو حرمت رسول کے تحفظ کے لیے اٹھے اور ان سے انتقام لے۔

موجودہ دور میں مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ وہ ایسے موقعوں پر صرف جلسوں، جلوسوں، نعروں اور اپنے ہی ملک میں ہنگاموں پر اکتفا کرتے ہیں اور عملی طور پر کوئی قدم نہیں اٹھاتے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کافر مسلسل گستاخیٔ رسول کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان غفلت کو چھوڑیں، جہالت کا خاتمہ کریں، اپنے عقائد واعمال کی اصلاح کریں اور اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی حرمت کے تحفظ کے لیے اٹھ کھڑے ہوں، اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر گستاخانِ رسول کو کیفرِ کردار تک پہنچائیں، ان کا مکمل معاشی اور تجارتی بائیکاٹ کریں اور اس معاملے میں کسی بھی نرمی ولچک کا مظاہرہ نہ کریں۔

نہ کٹ مروں جب تک آقائے یثرب کی حرمت پہ
اللہ شاہد ہے کامل ایماں میرا ہو نہیں سکتا

④ سنت نبوی کی تعظیم ونصرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کا یہ تقاضا ہے کہ آپ کے فرامین وارشادات اور

اعمال و افعال سے محبت کی جائے، دل میں ان کا احترام ہو اور خود ان پر عمل پیرا ہونے کے بعد لوگوں کو بھی ان پر عمل کرنے کی دعوت دی جائے، آپ کی سنتوں کو زندہ کیا جائے، ان میں پیدا کیے جانے والے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا جائے اور ایسا کرنے والوں کو منہ توڑ جواب دیا جائے، نیز عوام کو ان کے شر سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ ان کے مکر و فریب اور چالاکیوں اور عیاریوں سے محفوظ رہیں۔ ان کاموں کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں، قوتیں اور صلاحیتیں صرف کی جائیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

''پس جو لوگ اس (رسول) پر ایمان لائے اور انھوں نے اس کی تعظیم کی اور اس کی مدد کی اور اس نور (ہدایت) کی پیروی کی جو اس پر نازل کیا گیا، وہی فلاح پانے والے ہیں۔''[1]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِي فَعَمِلَ بِهَا النَّاسُ، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا]

''جس نے میری کسی سنت کو زندہ کیا، پھر اس پر لوگوں نے عمل کیا، اسے اس

[1] الأعراف 7:157

پر عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔''[1]

⑤ مشنِ نبوی کی تکمیل

محبت رسول کا یہ تقاضا بھی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کے مشن کو آگے بڑھایا جائے اور اس کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے ہمہ وقت مستعد اور چاق چوبند رہا جائے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کا مشن یہ تھا کہ لوگوں کو کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر ایمان و اسلام کی طرف لایا جائے، انھیں توحید کا درس دیا جائے، قبر پرستی، آباؤ اجداد کی اندھی تقلید اور زمانۂ جاہلیت کے رسم و رواج سے نکال کر اللہ واحد کی عبادت پر لگایا جائے۔ اس مقصد کے لیے آپ نے اپنے دن رات ایک کر رکھے تھے اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا تھا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی نبیٔ اکرم ﷺ کے اس مشن کو آگے بڑھایا اور اپنی زندگیوں کو اس کام کے لیے وقف کر دیا۔ انھوں نے اس معاملے میں کسی غفلت، سستی، لاپروائی اور کوتاہی کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ اس کی خاطر اپنا سکون و آرام تک ترک کر دیا اور اپنی جانوں کو بھی قربان کر دیا۔ افسوس! آج محبتِ رسول کا دعویٰ کرنے والوں کو اس مشن نبوی کی کوئی پروا نہیں ہے، ان کی تمام تر توجہ اپنی دنیوی زندگی پر مرکوز ہے۔ وہ اپنی قوتیں، صلاحیتیں اور توانائیاں دنیا کمانے میں صرف کر رہے ہیں اور اس مشن نبوی کی تکمیل

[1] سنن ابن ماجہ: 209.

کے لیے کوئی جد و جہد اور محنت نہیں کر رہے، نیز وہ اس کے لیے کوئی قربانی دینے کو بھی تیار نہیں ہیں۔

⑥ سیرت نبوی سے آگاہی

نبی کریم ﷺ سے محبت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ آپ کی سیرت اور حالات زندگی سے مکمل آشنائی اور آگاہی ہونی چاہیے۔ اس مقصد کے لیے سیرت النبی ﷺ پر لکھی گئی مستند کتابوں کا بار بار مطالعہ کرنا چاہیے۔ ہمارے اسلاف کو نبی اکرم ﷺ کی سیرت ازبر ہوا کرتی تھی، جیسے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے دورانِ سفر سیرت النبی ﷺ پر کتاب لکھی جس کا نام ''زاد المعاد في هدي خير العباد'' ہے، سیرت کے موضوع پر یہ انتہائی جامع اور لاجواب کتاب ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کے ہر چھوٹے اور بڑے کام کے متعلق بتایا گیا ہے حتی کہ آپ کی عاداتِ مبارکہ تک کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ کتاب کافی ضخیم اور قرآن و حدیث اور اقوالِ سلف سے معمور و لبریز ہے۔ افسوس! آج نبی اکرم ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرنے والے آپ کی سیرت اور حالاتِ زندگی تک سے ناواقف و ناآشنا ہیں۔

⑦ کثرت سے آپ کا ذکر خیر کرنا اور درود و سلام بھیجنا

آپ سے محبت کرنے والا بکثرت آپ کا ذکر جمیل کرے اور آپ پر درود و سلام بھیجے۔ اس سے محبت میں اور زیادہ پختگی آتی اور اضافہ و ترقی ہوتی ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ درود کے فوائد و برکات بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: ''بلاشبہ

درود محبت رسول کو ہمیشگی بخشنے اور اس میں اضافے اور بڑھوتری کا سبب ہے اور یہ ایمان کی مضبوط بنیادی باتوں میں سے ایک ہے جس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا، اس لیے کہ بندہ جب بھی کثرت سے محبوب کا ذکر کرے گا، اسے اپنے دل میں مستحضر رکھے گا، اس کی خوبیوں اور دیگر محبت پیدا کرنے والے امور کو پیش نظر رکھے گا تو اس کی محبت دو چند ہو جائے گی اور محبوب کی طرف اس کے شوق میں اور اضافہ ہوگا اور اس کی محبت اس کے دل میں انمٹ نقوش کی طرح ثبت ہو جائے گی۔ اور جب اس کی یاد سے اعراض کرے گا اور اس کی خوبیوں کو اپنے دل میں مستحضر نہیں کرے گا تو اس کے دل میں اس کی محبت کم ہو جائے گی۔''[1]

درود کے فضائل

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا جہاں آپ سے محبت کا تقاضا ہے، وہاں اس کے اپنے بہت سے فوائد وفضائل ہیں جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں، مثلاً:

- جو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اس کی دس برائیاں مٹا دیتا اور اس کے درجات میں دس گنا اضافہ فرما دیتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[مَنْ صَلّٰی عَلَيَّ وَاحِدَةً، صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا]

''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل

---

[1] جلاء الأفهام: 616.

فرماتا ہے۔''[1]

ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہشاش بشاش تھے، آپ کے چہرۂ اقدس سے مسرت کے آثار نمایاں ہورہے تھے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آج آپ بہت خوش وخرم ہیں اور خوشی ومسرت کے آثار چہرۂ اقدس پر جھلک رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

[أَجَلْ، أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي عَزَّوجَلَّ، فَقَالَ: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ صَلَاةً كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَهَا]

''ہاں، میرے پاس میرے رب عزوجل کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا: آپ کی امت میں سے جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دے گا، اس کی دس برائیاں مٹا دے گا، اس کے دس درجات بلند کردے گا اور اس پر اسی طرح صلاۃ (رحمت) بھیجے گا۔''[2]

❁ فرشتے اس وقت تک اس کے لیے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ درود پڑھتا رہتا ہے۔ سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① صحيح مسلم: 408.

② مسند أحمد: 4/29، وصحيح الجامع للألباني: 57.

[مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا صَلَّى عَلَيَّ فَلْيُقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ]

''جو مسلمان مجھ پر درود پڑھتا ہے، فرشتے اس وقت تک اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود پڑھتا رہتا ہے۔ اب بندہ چاہے یہ عمل کم کرے یا زیادہ کرلے (اس کی مرضی ہے)۔''[1]

- بکثرت درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے غم وفکر دور کر دیے اور گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رات کا دو تہائی حصہ گزر جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے اور فرماتے:

[يَا أَيُّهَا النَّاسُ! اذْكُرُوا اللّٰهَ، اذْكُرُوا اللّٰهَ جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ]

''اے لوگو! اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو، جسم پر لرزہ طاری کر دینے والی چیز (نفخۂ اولی) اور اس کے پیچھے آنے والا (نفخۂ ثانیہ) آپہنچا، موت بھی اپنی ہولنا کیوں سمیت آپہنچی، موت بھی اپنی ہولنا کیوں سمیت آگئی۔''

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں، چنانچہ میں آپ پر درود کے لیے کتنا وقت مقرر کروں؟ آپ نے فرمایا:

---

[1] سنن ابن ماجه: 907، و مسند أحمد: 3/445، و صحيح الجامع للألباني: 5744.

[مَا شِئْتَ]

''جتنا تم چاہو۔''

میں نے کہا: وقت کا چوتھا حصہ؟ آپ نے فرمایا:

[مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌلَّكَ]

''جتنا تم چاہو، اگر تم زیادہ کرو گے تو تمھارے لیے بہتر ہے۔''

میں نے کہا: تو پھر آدھا؟ آپ نے فرمایا:

[مَا شِئْتَ، وَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌلَّكَ]

''جتنا تم چاہو اور اگر تم زیادہ کرو گے تو تمھارے لیے بہتر ہے۔''

میں نے کہا: تو پھر دو تہائی؟ آپ نے فرمایا:

[مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌلَّكَ]

''جتنا تم چاہو، اگر تم زیادہ کرو گے تو تمھارے لیے بہتر ہے۔''

میں نے کہا: میں اپنا سارا وقت آپ پر درود کے لیے وقف کر دیتا ہوں؟ آپ نے فرمایا:

[إِذًا تُكْفٰى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ]

''پھر تو تمھارے غم و فکر دور کر دیے جائیں گے اور تمھارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔''[1]

---

[1] جامع الترمذي: 2457.

- بکثرت درود پڑھنے کی وجہ سے روز قیامت نبی اکرم ﷺ کا قرب نصیب ہوگا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً]

''روز قیامت میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو لوگوں میں سے سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھنے والا ہوگا۔''[1]

- صبح و شام دس دس بار درود پڑھنے کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کی شفاعت حاصل ہوگی۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[مَنْ صَلَّى عَلَيَّ حِينَ يُصْبِحُ عَشْرًا وَّحِينَ يُمْسِي عَشْرًا أَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ]

''جس نے مجھ پر صبح کے وقت دس مرتبہ اور شام کے وقت دس مرتبہ درود بھیجا، وہ قیامت کے دن میری شفاعت کا حقدار ہوگیا۔''[2]

- درود پڑھنے پر اس کا نام نبی اکرم ﷺ کو آپ کی قبر مبارک میں پیش کیا جائے گا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

[أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ، فَإِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ بِي مَلَكًا عِنْدَ قَبْرِي، فَإِذَا صَلَّى عَلَيَّ رَجُلٌ مِّنْ أُمَّتِي قَالَ لِي ذٰلِكَ الْمَلَكُ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ صَلَّى عَلَيْكَ السَّاعَةَ]

---

[1] جامع الترمذي: 484.

[2] مجمع الزوائد: 10/163، حديث: 17022 و صحيح الجامع للألباني: 6357.

''مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے میری قبر کے پاس ایک فرشتے کو مقرر کر دیا ہے، چنانچہ جب میری امت کا کوئی فرد مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ مجھے کہتا ہے: اے محمد! (ﷺ) اس وقت فلاں بن فلاں نے آپ پر درود پڑھا ہے۔''[1]

درود نہ پڑھنے والوں کے لیے وعیدیں

درود نہ پڑھنے والوں کے لیے سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں جو درج ذیل ہیں:

- درود نہ پڑھنے والا شاہراہ بہشت کے انتخاب میں چوک جاتا ہے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[مَنْ نَّسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيقَ الْجَنَّةِ]

''جس نے مجھ پر درود پڑھنا فراموش کر دیا، وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔''[2]

ایک اور حدیث میں ہے:

[مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَنَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِئَ بِهِ طَرِيقُ الْجَنَّةِ]

''جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور وہ مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا تو اس نے جنت کی طرف لے جانے والے راستے کے انتخاب میں غلطی کی۔''[3]

- نبیٔ اکرم ﷺ کا اسم مبارک آنے پر درود نہ پڑھنے والا کنجوس ہے، سیدنا

---

① سلسلة الأحاديث الصحيحة: 1530 و صحيح الجامع للألباني: 1207.

② سنن ابن ماجه: 908، و صحيح الجامع للألباني: 6568.

③ سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني: 2337، و صحيح الجامع للألباني: 6245.

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[الْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ]

''بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔''[1]

- جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی سن کر آپ پر درود نہیں پڑھتا، اس کے لیے آپ نے یہ بددعا کی ہے کہ وہ ذلیل وخوار ہو، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ]

''اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو (وہ ذلیل وخوار ہو) جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔''[2]

- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر درود نہ پڑھنے والے کے لیے فرشتوں کے سردار جبریل علیہ السلام نے ہلاکت و بربادی کی بددعا کی جس پر اولادِ آدم کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی، کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے یہ بددعا کی:

[بُعْدًا لِمَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ]

''وہ شخص ہلاک و برباد ہو جس کے پاس آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر

---

(1) جامع الترمذي 3546۔ (2) جامع الترمذي 3545۔

درود نہ پڑھے۔''[1]

❁ جس مجلس میں نبی ﷺ پر درود نہ پڑھا جائے تو وہ مجلس والے گویا مردار کے تعفن اور بدبو کے پاس سے اٹھتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو انھیں معاف کر دے گا اور اگر چاہے گا تو انھیں عذاب میں مبتلا کرے گا، نیز ان کے لیے وہ مجلس روزِ قیامت حسرت وافسوس اور ندامت وشرمندگی کا باعث بنے گی، چاہے وہ جنت ہی میں داخل ہو جائیں، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ ثُمَّ تَفَرَّقُوا عَنْ غَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ وَصَلَاةٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا قَامُوا عَنْ أَنْتَنِ جِيفَةٍ]

''جب لوگ کہیں اکٹھے ہوتے ہیں اور اللہ کے ذکر اور نبی ﷺ پر درود پڑھے بغیر منتشر ہو جاتے ہیں تو گویا وہ لوگ مردار کے تعفن اور بدبو کے پاس سے اٹھتے ہیں۔''[2]

ایک حدیث میں یہ ہے:

[إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُمْ]

''یہ مجلس ان کے لیے باعث حسرت اور نقصان دہ ہوگی، اگر اللہ چاہے گا تو

[1] المستدرك للحاكم: 4/153،154 وشعب الإيمان للبيهقي: 2/215 حديث: 1572.

[2] مسند أبي داود الطيالسي: 3/314، حديث: 1863، و شعب الإيمان للبيهقي: 2/214،215، حديث: 1570، و صحيح الجامع للألباني: 5506.

انھیں عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو انھیں بخش دے گا۔''[1]

ایک اور حدیث میں یہ بھی ہے:

[إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِلثَّوَابِ]

''یہ مجلس روز قیامت ان کے لیے باعث حسرت ہوگی چاہے وہ اپنے ثواب کی وجہ سے جنت ہی میں داخل ہو جائیں۔''[2]

- کوئی بھی دعا اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک نبی اکرم ﷺ پر اور آپ کی آل پر درود نہ پڑھا جائے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبٌ حَتَّى يُصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ]

''ہر دعا اور اس کی مقبولیت کے درمیان ایک حجاب ہوتا ہے (جو اس وقت تک نہیں اٹھتا) جب تک محمد ﷺ اور ان کی آل پر درود نہ بھیجا جائے۔''[3]

یاد رہے کہ یہ درود خود ساختہ شرکیہ کلمات پر مبنی نہ ہو کیونکہ اگر ایسا ہوا تو اجرو

---

1 جامع الترمذي:3380.

2 مسند أحمد: 463/2، و صحيح ابن حبان: 353,352/2، حديث:592,591، و سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، حديث:76.

3 المعجم الأوسط للطبراني: 211/1، حديث: 721، و شعب الإيمان للبيهقي: 216/2، حديث: 1575، و سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني:2035، و صحيح الجامع للألباني:4523.

ثواب کے بجائے گناہ ملے گا اور انسان اللہ تعالیٰ کے غضب و عذاب کا نشانہ بنے گا۔

⑧ محبانِ رسول سے محبت

نبی اکرم ﷺ سے محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ آپ جن سے محبت کرتے تھے اور جو آپ سے محبت رکھتے تھے، ان سے محبت کی جائے۔ نبی اکرم ﷺ اپنے اہلِ بیت اور صحابہ سے محبت کرتے تھے، لہٰذا ان سے محبت رکھنا ضروری ہے۔ آپ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور احد پہاڑ سے محبت رکھتے تھے، آپ عمدہ اخلاق، اعلیٰ خصلتوں، نیکی اور حسنِ سلوک کو پسند فرماتے تھے، آپ کو میٹھا اور شہد بہت پسند تھا۔ نبی کریم ﷺ کی محبوب و مرغوب چیزوں اور جگہوں سے محبت کرنا دراصل نبی کریم ﷺ ہی سے محبت کے مترادف ہے۔

محبت رسول میں غلو سے اجتناب

نبی کریم ﷺ سے محبت کے مذکورہ شرعی تقاضوں کو پورا کرنا ہر مسلمان پر لازم و واجب ہے۔ اگر کوئی شخص محبتِ رسول کا دعویٰ کرتا ہے لیکن ان تقاضوں کو پورا نہیں کرتا تو اس کا دعویٰ بالکل کھوکھلا، فضول اور غلط ہے۔ بعض لوگ محبت رسول کے ان تقاضوں کو تو پورا نہیں کرتے لیکن اس محبت کے نام پر اپنی طرف سے کچھ چیزیں ایجاد کر کے اور ان کو رواج دے کر آپ سے محبت کی خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ وہ محبتِ رسول کے نام پر نبی کریم ﷺ کی شان و عظمت اور مقام و مرتبے

میں بہت زیادہ غلو اور مبالغہ آرائی کرتے ہیں اور آپ کو اس مقام و مرتبے سے بہت زیادہ بڑھا دیتے ہیں جو اللہ رب العزت نے آپ کو عطا فرمایا ہے حتی کہ آپ کے لیے ایسی صفات ذکر کرتے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہیں اور آپ کو بشر ماننے کی بجائے نور من نور اللّٰہ قرار دیتے ہیں۔ انھوں نے محبت رسول کے نام پر مختلف بدعات کو اپنا رکھا ہے، مثلاً: جشن عید میلاد النبی ﷺ، 27 رجب کو شب معراج سمجھ کر ذکر کا اہتمام کرنا، اذان سے پہلے بلند آواز سے خود ساختہ شرکیہ درود پڑھنا، اذان میں آپ کا اسم مبارک سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا وغیرہ۔ پھر افسوس تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ وہ عبادت سمجھ کر کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان نے انھیں اپنے جال میں پھنسا رکھا ہے اور انھیں شرک و بدعات کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈال رکھا ہے۔ ان کی حالت یہ ہے کہ اگر کوئی انھیں سمجھائے اور شرک و بدعات سے روکے تو یہ طعنہ دیتے ہیں کہ تمھارے دل میں تو محبت رسول ہی نہیں ہے، تم تو گستاخ رسول ہو۔ (فَإِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى)

نبی کریم ﷺ کی محبت میں حد سے بڑھ جانے اور غلو کرنے سے انتہائی سختی سے روکا گیا ہے، عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بنو عامر کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ہم نے کہا: آپ ہمارے سیّد (سردار) ہیں۔ آپ نے فرمایا:

[اَلسَّيِّدُ اللّٰهُ]

''سیّد (حقیقی سردار) اللہ ہے۔''

ہم نے کہا: آپ ہم میں سب سے برتر، افضل اور صاحب جود وسخا ہیں۔ آپ نے فرمایا:

[قُولُوا بِقَوْلِكُمْ أَوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ]

”تم اس طرح کی بات کہہ سکتے ہو مگر شیطان کہیں تمھیں اپنے جال میں نہ پھنسا لے۔“[1]

اسی طرح سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے! اور اے ہم میں سب سے بہتر وافضل اور سب سے بہتر کے فرزند! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[يَا أَيُّهَا النَّاسُ! قُولُوا بِقَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُولُ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ! مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُونِي فَوْقَ مَا رَفَعَنِيَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ]

”اے لوگو! تم اس قسم کی بات کہہ سکتے ہو مگر کہیں شیطان تمھیں بہکا نہ دے، میں عبداللہ کا بیٹا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور اللہ کا رسول ہوں، اللہ کی قسم! میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے میرے اس مقام و مرتبے سے بڑھا دو جس پر اللہ نے مجھے فائز کیا ہے۔“[2]

اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ جب ایک بچی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

---

[1] سنن أبي داود: 4806. [2] مسند أحمد: 241/3.

گیت گاتے ہوئے آپ کے بارے میں یہ کہا:

[وَ فِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ]

''اور ہم میں ایک نبی ہے جو جانتا ہے کہ کل کیا ہونے والا ہے۔''

تو آپ نے فوراً فرمایا:

[دَعِي هٰذِهِ وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ]

''یہ چھوڑ دو، اس کے سوا جو کچھ تم پڑھ رہی تھی، وہ پڑھو۔''[1]

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا:

[مَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ]

''کل کی باتیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''[2]

علاوہ ازیں سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانُوا إِذَا رَأَوْهُ لَمْ يَقُومُوا لِمَا يَعْلَمُونَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذٰلِكَ]

''صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا، اس کے باوجود وہ آپ کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ اسے ناپسند کرتے ہیں۔''[3]

---

(1) صحيح البخاري: 5147.

(2) سنن ابن ماجه: 1897.

(3) جامع الترمذي: 2754.

نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

[لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ]

''تم مجھے اس طرح حد سے نہ بڑھانا جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بڑھایا، میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، چنانچہ تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو۔''[1]

عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام اور یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کی محبت میں اتنا غلو کیا کہ انھیں اللہ کا بیٹا تک قرار دے دیا، لہٰذا وہ غضب الٰہی کا نشانہ بنے اور گمراہوں میں شامل ہو گئے اور ہمیشہ کے لیے جہنم کے مستحق بن گئے۔ آج مسلمانوں کا نبیٔ اکرم ﷺ کی محبت میں غلو کرنا آپ کے اس فرمان کے مصداق ہے:

[لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ سَلَكُوا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوهُ]

''تم بالشت بہ بالشت اور ہاتھ بہ ہاتھ ضرور پچھلی امتوں کے طریقے اختیار کرو گے حتی کہ اگر وہ سانڈھے کے بل میں بھی گھسے ہوں گے تو تم بھی یہ کام ضرور کرو گے۔''

صحابہ نے پوچھا: اللہ کے رسول! پچھلے لوگوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ

---

[1] صحيح البخاري: 3445.

نے فرمایا:

[فمن؟]

''اور کون ہیں؟ (وہی تو ہیں)۔''[1]

نبی اکرم ﷺ نے حد سے بڑھ جانے والوں کو یہ وعید سنائی ہے:

[هلك المتنطعون]

''مبالغہ آرائی کرنے والے ہلاک و برباد ہو گئے۔''

تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا۔[2]

لہٰذا ہر مسلمان کو نبی اکرم ﷺ کی محبت میں غلو سے بچنا چاہیے اور سنت کی مخالفت اور ہر قسم کی بدعات سے اپنا دامن بچانا چاہیے، نیز نبی اکرم ﷺ سے جذباتی اور وقتی محبت کے بجائے دائمی محبت کرنی چاہیے اور محبتِ رسول کے مذکورہ شرعی تقاضوں کو پورا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

[1] صحيح البخاري: 3456. [2] صحيح مسلم: 2670.

جشن میلاد النبی ﷺ

کیا سال بعد ایک دن محفل میلاد کا انعقاد کرنے سے محبت رسول کا حق ادا ہو جاتا ہے؟

ہمارے ہاں عمومی تاثر یہ ہے کہ جو جشن میلاد مناتا ہے، وہ صحیح معنوں میں محبّ رسول بلکہ عاشق رسول ہے اور جو میلاد النبی ﷺ کے پروگرام میں کسی بھی طریقے سے شرکت نہیں کرتا، وہ گستاخ ہے۔ اس ذہن کی تردید اس لیے ضروری ہے کہ اس سے ان نفوس قدسیہ رضی اللہ عنہم پہ قدغن پڑتی ہے جنھوں نے جگر کا خون نچھاور کر کے اور جانوں کے نذرانے پیش کر کے عقیدۂ حب رسول کی آبیاری کی ہے۔ آیت مبارکہ کی سیکڑوں تاویلیں کی جائیں اور احادیث مبارکہ سے بیسیوں استدلال کیے جائیں مگر خیر القرون اور بعد کے دور میں یہ ثابت کرنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا رات کو دن کہنا کہ ان میں سے کوئی شخص میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کرتا تھا۔ حالانکہ آپ ﷺ کی پیدائش کا دن خود آپ کی عمر مبارک میں 62 دفعہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 2 دفعہ، عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 11 دفعہ، عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 12 دفعہ، علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 5 دفعہ، معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 20 دفعہ اور آخری صحابی ابو طفیل عامر بن واثلہ لیثی رضی اللہ عنہ کی وفات تک

163 مرتبہ آیا لیکن کسی نے اس کا اہتمام نہ کیا حتیٰ کہ سن ہجری کا آغاز بھی عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی طرح ولادت نبوی سے نہیں بلکہ ہجرت سے ہوا۔

اس کی ایک واضح دلیل تو یہ ہے کہ اگر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہی سے منایا جاتا ہوتا تو آج پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش میں اس قدر اختلاف نہ ہوتا جیسا کہ مسلمانوں میں عیدین کے دن میں کوئی اختلاف نہیں، یکم شوال کو عید الفطر اور 10 ذوالحجہ کو عید الاضحیٰ ہوتی ہے۔ آپ کی تاریخ ولادت امام طبری رحمہ اللہ اور ابن خلدون رحمہ اللہ نے 12، امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے 10 اور قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ نے مکمل حساب لگا کر 9 ربیع الاول بتائی ہے اور ماہر فلکیات محمود فلکی اور بیشتر سیرت نگاروں نے 9 ربیع الاول ہی کو صحیح قرار دیا ہے کیونکہ پیر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت مسلم کی حدیث سے ثابت ہے۔ (صحیح مسلم: 1162) اور پیر کا دن 9 ربیع الاول کو بنتا ہے 12، ربیع الاول کو بنتا ہی نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کرتے ہوئے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اور رؤوف ورحیم بنا کر بھیجا وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی عظیم نعمت بھی ہیں جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿واذكروا نعمة الله عليكم ----﴾ (آل عمران: 103) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت یوں فرمائی: ''اور تم ایک دوسرے سے الگ الگ تھے مگر میرے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے تمھارے دلوں میں محبت والفت ڈال دی۔'' (صحیح البخاری 4330) اور اللہ تعالیٰ نے نعمت کے حصول پر خوش ہونے کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے: ﴿قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا﴾

دیں یہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی سے سو: لازم ہے کہ وہ اسی پر خوش ہوں۔'' (یونس 58) تو جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سمیت خیر القرون کے لوگوں کو آیا اس آیت کا مطلب سمجھ نہ آیا؟ کیا سال بھر رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مخالفت کر کے ایک دن محفل میلاد کا انعقاد کر کے اس آیت کا سہارا لے کر محبت رسول ﷺ کا دعوی حق بجانب ہے؟ اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات ٹھونسی جارہی ہے کہ جو میلاد نبی نہیں مناتا وہ گستاخ ہے، بہت ہی بری تقسیم ہے ان کی!

مصادر و مراجع

- القرآن المجید
- تفسیر احسن البیان: حافظ صلاح الدین یوسف
- تفسیر الکشاف
- صحیح البخاري
- صحیح مسلم
- سنن أبي داود

- تاريخ الطبري
- شعب الإيمان للبيهقي
- الموسوعة الحديثية "مسند أحمد"
- المعجم الأوسط للطبراني
- سنن ابن ماجه
- جامع الترمذي
- مسند أحمد
- مستدرك للحاكم
- جلاء الأفهام
- زاد المعاد
- صحيح الجامع الصغير للألباني
- مجمع الزوائد
- سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني
- محبة الرسول ﷺ بين الاتباع والابتداع: عبدالرؤوف محمد عثمان
- كتاب التوحيد: صالح بن فوزان الفوزان
- شان مصطفیٰ ﷺ: ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی
- اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کے تقاضے: ابو تیمیہ ساجد الرحمٰن چوہدری
- محبت: میر حلبی
- جشن وجلوس عید میلاد النبی ﷺ: فضل الرحمٰن صدیقی

❁❁❁

نعت ختم المرسلین ﷺ

محمد (ﷺ) مصطفیٰ گنج سعادت کے امیں تم ہو
شفیع المذنبیں ہو، رحمۃ للعالمیں تم ہو

ہوئی تکمیل دین تم سے کہ ختم المرسلیں تم ہو
رسالت ہے اگر انگشتری اس کے نگیں تم ہو

تمھاری یاد ہو جس دل میں ایسے دل کا کیا کہنا
مکاں ہو گا عجب ہی شان کا جس کے مکیں تم ہو

ہوئی کافور ظلمت کفر کی جس کی شعاعوں سے
زمانہ پہ یہ روشن ہے کہ وہ مہر مبیں تم ہو

ہوا اسلام کا شرمندہ احسان جہاں سارا
ہر ایک اقلیم پہ برسا گئے در ثمیں تم ہو

محمد کی تصدیق میں تمھاری مغفرت ہو گی
اگر وابستہ دامان ختم المرسلیں تم ہو

(مولانا ظفر علی خان)